تعارف وتبصرہ کتب — عبدالستار گوندل

(قسط نمبر ۳)

اسلامی قوانین کا نفاذ قرآن مجید اور سنت کی روشنی میں

مؤلف ——— مرزا محمد لطیف شاہ
ناشر ——— احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

خلافت راشدہ کے نظائر:

اس کے بعد دورِ خلافتِ راشدہ کے نظائر ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں ایک عورت جس کا نام ام قرفہ تھا۔ اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس سے توبہ کا مطالبہ کیا۔ مگر اس نے توبہ نہ کی حضرت ابوبکرؓ نے اسے قتل کروا دیا۔ (دار قطنی، بیہقی)

(۲) عمرو بن عاص حاکم مصر نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ ایک شخص اسلام لایا تھا پھر کافر ہو گیا۔ پھر اسلام لایا۔ پھر کافر ہو گیا۔ یہ فعل وہ کئی مرتبہ کر چکا ہے۔ اب اس کا اسلام قبول کیا جائے یا نہیں۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ جب تک اللہ اس سے اسلام قبول کرتا ہے تم بھی کیے جاؤ۔ اس کے سامنے اسلام پیش کرو۔ مان لے تو چھوڑ دو۔ ورنہ گردن مار دو۔ (کنز العمال)

(۳) سعد بن ابی وقاص اور ابوموسیٰ اشعری نے تستر کی فتح کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس ایک قاصد بھیجا۔ قاصد نے حضرت عمرؓ کے سامنے حالات کی رپورٹ پیش کی۔ آخر میں حضرت عمرؓ نے پوچھا کوئی اور غیر معمولی بات؟ اس نے عرض کیا، ہاں اے امیر المومنین! ہم نے ایک عرب کو پکڑا جو اسلام لانے کے بعد کافر ہو گیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا پھر تم نے اس کے ساتھ کیا کیا؟ اس نے کہا ہم نے اسے قتل کر دیا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا: "تم نے ایسا کیوں نہ کیا کہ اسے ایک کمرے

میں بند کر کے دروازہ کا تیغہ لگا دیتے۔ پھر تین دن تک روزانہ ایک روٹی اس کے پاس پھینکتے رہتے۔ شاید کہ وہ اس دوران میں توبہ کر لیتا۔ خدایا یہ کام میرے حکم سے نہیں ہوا نہ میرے سامنے ہوا۔ نہ میں اسے سن کر راضی ہوا"۔ لیکن حضرت عمرؓ نے اس پر حضرت سعدؓ اور ابو موسیٰ اشعریؓ سے کوئی باز پرس نہیں کی۔ اور نہ کوئی سزا تجویز کی (طحاوی۔ کتاب السیر بحث استتابتہ المرتد۔ نیز موطا بیہقی، وکتاب الامام للشافعی)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت سعد اور ابو موسیٰ کا فعل تھا تو قانون کی حدود کے اندر لیکن حضرت عمرؓ کی رائے میں قتل سے پہلے اس شخص کو توبہ کا موقع دینا زیادہ بہتر تھا۔

(۴) حضرت عبداللہ ابن مسعود کو اطلاع ملی کہ بنی حنیفہ کی ایک مسجد میں کچھ لوگ شہادت دے رہے ہیں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ نے پولیس بھیجی اور ان سب کو گرفتار کر کے بلایا۔ جب وہ لوگ ان کے سامنے پیش ہوئے تو سب نے توبہ کر لی۔ اور اقرار کیا کہ ہم آئندہ ایسا نہ کریں گے۔ حضرت عبداللہ نے اوروں کو تو چھوڑ دیا مگر ان میں سے ایک شخص عبداللہ ابن النواحہ کو موت کی سزا دی۔ لوگوں نے کہا یہ کیا معاملہ ہے کہ آپ نے ایک ہی مقدمہ میں دو مختلف فیصلے کیے حضرت عبداللہ نے جواب دیا کہ یہ ابن النواحہ وہ شخص ہے جو مسیلمہ کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سفیر بن کر آیا تھا۔ میں اس وقت حاضر تھا۔ ایک دوسرا شخص حجر بن وثال بھی اس کے ساتھ سفارت میں شریک تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے پوچھا کیا تم شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ان دونوں نے جواب دیا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے؟ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ اگر سفارتی وفد کو قتل کرنا جائز ہوتا تو میں تم دونوں کو قتل کر دیتا۔ یہ واقعہ بیان کر کے حضرت عبداللہ نے کہا، میں نے اسی وجہ سے ابن النواحہ کو سزائے موت دی ہے[۵] (طحاوی حوالہ مذکور)

---

۵ اس بات کو سمجھنے کے لیے یہ جان لینا ضروری ہے کہ بنی حنیفہ کا قبیلہ ابن النواحہ اور حجر بن وثال سمیت پہلے مسلمان ہو چکا تھا۔ پھر مسیلمہ نے نبوت کا دعویٰ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

واضح رہے کہ یہ واقعہ حضرت عمرؓ کے زمانے کا ہے۔ جبکہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ ان کے ماتحت کوفہ کے چیف جج تھے۔

(۵) کوفہ میں چند آدمی پکڑے گئے۔ جو مسیلمہ کی دعوت پھیلا رہے تھے۔ حضرت عثمانؓ کو اس باب میں لکھا گیا۔ آپ نے جواب میں لکھا کہ ان کے سامنے دین حق اور شہادت لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پیش کی جائے جو اسے قبول کرے۔ اور مسیلمہ سے براءت کا اظہار کر دے اُسے چھوڑ دیا جائے جو دین مسیلمہ پر قائم رہے اسے قتل کر دیا جائے۔ (طحاوی حوالہ مذکور)

(۶) حضرت علیؓ کے سامنے ایک شخص پیش کیا گیا جو پہلے عیسائی تھا۔ پھر مسلمان ہوا۔ پھر عیسائی ہو گیا۔ آپ نے اس سے پوچھا تیری اس روش کا کیا سبب ہے؟ اس نے جواب دیا میں نے عیسائیوں کے دین کو تمہارے دین سے بہتر پایا۔ حضرت علیؓ نے پوچھا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تیرا کیا عقیدہ ہے؟ اس نے کہا وہ میرے رب ہیں۔ یا یہ کہا کہ وہ علی کے رب ہیں۔ اس پر حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے (طحاوی، حوالہ مذکور)

(۷) حضرت علی کو اطلاع دی گئی کہ ایک گروہ عیسائی سے مسلمان ہوا۔ پھر عیسائی ہو گیا۔ حضرت علیؓ نے ان لوگوں کو گرفتار کرا کے اپنے سامنے بلوایا۔ اور حقیقتِ حال دریافت کی۔ انہوں نے کہا ہم عیسائی تھے۔ پھر ہمیں اختیار دیا گیا۔ کہ عیسائی رہیں یا مسلمان ہو جائیں۔ ہم نے اسلام کو اختیار کر لیا۔ مگر اب ہماری رائے یہ ہے۔ کہ ہمارے سابق دین سے افضل کوئی دین نہیں ہے۔ لہٰذا اب ہم عیسائی ہو گئے ہیں۔ اس پر حضرت علیؓ کے حکم سے یہ لوگ قتل کر دیئے گئے اور ان کے بال بچے غلام

(بقیہ حاشیہ) کیا تو یہ لوگ اس کی نبوت کے قائل ہو گئے۔ اس بنا پر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن النواحہ اور حجر بن وثال سے فرمایا کہ اگر سفیروں کا قتل جائز ہوتا تو میں تمہیں قتل کر دیتا۔" تو اس کا صریح مطلب یہ تھا کہ اس ارتداد کی وجہ سے تو واجب القتل ہو چکا ہے۔ لیکن چونکہ اس وقت تو سفیر بن کر آیا ہے اس لیے تجھ پر شریعت کا یہ حکم نافذ نہیں کیا جا سکتا۔

بنا لیے گئے (طحاوی حوالہ مذکور)

(۸) حضرت علیؓ کو اطلاع دی گئی کہ کچھ لوگ آپ کو اپنا رب قرار دیتے ہیں۔ آپ نے انہیں بلا کر پوچھا۔ تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا آپ ہمارے رب ہیں اور ہمارے خالق و رازق ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا، تمہاری حالت پر افسوس ہے۔ میں تم جیسا ایک بندہ ہوں۔ تمہاری طرح کھاتا ہوں اور پیتا ہوں۔ اگر اللہ کی اطاعت کروں گا تو وہ مجھے اجر دے گا۔ اور اس کی نافرمانی کروں تو مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے سزا دیگا۔ لہٰذا تم خدا سے ڈرو اور اپنے اس عقیدہ کو چھوڑ دو۔ مگر انہوں نے انکار کیا۔ دوسرے دن قنبر نے آکر عرض کیا کہ وہ لوگ پھر وہی بات کہہ رہے ہیں۔ آپ نے انہیں بلا کر دریافت کیا اور انہوں نے وہی سب باتیں دہرا دیں۔ تیسرے روز حضرت علیؓ نے انہیں بلا کر دھمکی دی کہ اگر اب تم نے وہ بات کہی تو میں تم کو بدترین طریقہ سے قتل کروں گا۔ مگر وہ اپنی بات پر اڑے رہے۔ آخر کار حضرت علیؓ نے ایک گڑھا کھدوایا۔ اس میں آگ جلوائی۔ پھر ان سے کہا، دیکھو اب بھی اپنے اس قول سے باز آجاؤ۔ ورنہ میں تمہیں اس گڑھے میں پھینک دوں گا۔ مگر وہ اپنے اس عقیدے پر قائم رہے تب حضرت علیؓ کے حکم سے وہ سب اس گڑھے میں پھینک دیئے گئے۔

(فتح الباری جلد ۱۲ ص ۲۳۸)

(۹) حضرت علیؓ رحبہ کے مقام پر تھے کہ آپ کو ایک شخص نے آکر اطلاع دی۔ کہ یہاں ایک گھر کے لوگوں نے اپنے ہاں ایک بت رکھ چھوڑا ہے اور اس کی پرستش کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت علیؓ خود وہاں تشریف لے گئے۔ تلاشی لینے پر بت نکل آیا۔ حضرت علیؓ نے اس گھر میں آگ لگا دی۔ اور وہ گھر والوں سمیت جل گیا (فتح الباری جلد ۱۲ صفحہ ۲۳۹)

(۱۰) حضرت علیؓ کے زمانے میں ایک شخص پکڑا ہوا آیا جو مسلمان تھا۔ پھر کافر ہو گیا۔ آپ نے اسے ایک مہینہ تک توبہ کی مہلت دی۔ پھر اس سے پوچھا۔ مگر اس نے توبہ سے انکار کر دیا۔ آخر کار آپ نے اسے قتل کرا دیا۔ (کنز العمال جلد ۱ ص ۸)

یہ دس نظیریں پورے دورِ خلافت راشدہ کی ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ چاروں خلفاءؓ کے زمانے میں جب بھی ارتداد کا واقعہ پیش آیا ہے۔ اس کی سزا قتل ہی

دی گئی ہے، ان میں سے کسی واقعہ میں بھی نفسِ ارتداد کے سوا کسی دوسرے جرم کی ثبوت ثابت نہیں ہے جس کی بنا پر یہ کہا جا سکے کہ قتل کی سزا دراصل اس جرم پر دی گئی تھی۔ نہ کہ ارتداد پر۔

"زنا کی سزا" کے تحت رجم کے متعلق حضرت عمرؓ والی حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ ایک ایسی کچی بات ہے کہ ایک لمحہ کے لیے بھی قبول نہیں کی جا سکتی اور نہ حضرت عمر کی طرف منسوب ہو سکتی ہے۔ قرآن شریف میں ایک آیت اترتی ہے لوگ اسے پڑھتے ہیں۔ یاد بھی رکھتے ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ کہتے ہیں میں اسے قرآن میں نہیں لکھ سکتا۔ کیونکہ لوگ کہیں گے عمرؓ نے کتاب اللہ میں بڑھا دیا۔ بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس خوف سے نہیں لکھا کہ لوگ ایسا کہیں گے۔ مگر عمر جیسا جری القلب النسان لوگوں سے ڈر کر کس طرح ایک حق بات کو ترک کر سکتا تھا۔

جناب حضرت عمرؓ واقعی جری القلب النسان اور لوگوں سے نہ ڈرنے والے تھے۔ لیکن جب ایک آیت کی تلاوت اللہ کی طرف سے منسوخ ہو چکی تھی۔ تو حضرت عمرؓ اسے کیسے لکھ سکتے تھے اور حضرت عمرؓ نے جو کچھ فرمایا تھا۔ وہ صرف اس حکم کی اہمیت کے پیشِ نظر فرمایا تھا۔ کہ اگر کوئی یہ کہنے والا نہ ہوتا کہ عمرؓ نے کتاب اللہ میں وہ بات بڑھا دی۔ جو اس میں نہیں ہے تو میں اسے لکھ دیتا۔ جس طرح اس کا نزول ہوا۔

باقی یہ حدیث صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں موجود ہے اور جو حدیث صحیح مسلم۔ اور صحیح بخاری میں ہو اسے متفق علیہ کہا جاتا ہے۔ یعنی اس کے صحیح اور مستند ہونے پر اتفاق ہے۔

آیتِ رجم وہ آیت جس کی تلاوت منسوخ اور حکم باقی ہے۔ مندرجہ ذیل ہے۔

الشیخ والشیخۃ اذا زنیا	مرد اور عورت جب زنا کے مرتکب ہوں
فارجموھما البتۃ نکالا من	تو انہیں سنگسار کرو۔ یہ اللہ کی طرف سے
اللہ واللہ عزیز حکیم۔	عذاب ہے جو عزیز و حکیم ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس نے حضرت عمر سے روایت کی ہے۔ کہ وہ کہتے

لکھتے کہ۔

ان اللہ بعث محمدا صلی اللہ علیہ وسلم بالحق وانزل علیہ الکتاب فکان مما انزل اٰیۃ الرجم قرأناھا ووعیناھا وعقلناھا فرجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجمنا بعدہ فاخشی ان طال بالناس زمان ان یقول قائل ما نجد الرجم فی کتاب اللہ فیضلوا بترک فریضۃ انزلھا اللہ و ان الرجم فی کتاب اللہ حق علی من زنا اذا احصن من النساء والرجال اذا قامت البینۃ اوکان الحبل اوالاعتراف ؎	اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اور آپ پر کتاب نازل فرمائی اس میں آیت رجم بھی تھی۔ ہم نے اُسے پڑھا یاد کیا اور سمجھا۔ آپ نے رجم کیا اور آپ کے بعد ہم بھی رجم کرتے رہے تو مجھے خوف دامن گیر ہوا کہ عرصہ دراز کے بعد کوئی یہ نہ کہنے لگ جائے کہ ہمیں رجم کا حکم کتاب اللہ میں نہیں ملتا اور اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فریضہ کے ترک کرنے سے گمراہ ہو جائے اور شادی شدہ مرد اور عورت پر جب گواہی قائم ہو جائے یا حمل ہو جائے یا وہ اعتراف کریں تو انہیں سنگسار کرنا کتاب اللہ کی رو سے حق ہے۔

حضرت عمرؓ کی یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ رجم قرآن شریف سے ثابت ہے حضور علیہ السلام اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء نے بھی رجم کیا۔ ہاں اس آیت کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے مگر حکم باقی ہے۔ نسخ تلاوت سے نسخ حکم لازم نہیں آتا۔ بلکہ باقی رہتا ہے۔ اور اس کی تائید مشہور احادیث سے ہوتی ہے۔ جو شادی شدہ زانی کو رجم کرنے کے ثبوت میں متواتر کے درجہ تک پہنچی ہوئی ہیں۔

اب حضور علیہ السلام سے فعلی ثبوت یہ ہے۔ کہ آپ نے ماعز کے سنگسار کرنے کا حکم دیا تھا۔ حضرت ابوہریرہ راوی ہیں کہ،

"اتی رجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی المسجد	آپ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ میں نے زنا

؎ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، موطا، جامع الاصول ۴/۱۱-۲۶۲-سبل السلام۔

فقال یارسول اللہ انی زنیت فاعرض عنہ حتی رد علیہ ذلک اربع مرات فلما شہد علی نفسہ اربع شہادات دعاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابک جنون فقال لا فقال ھل احصنت فقال نعم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذھبوا بہ فارجموہ قال ابن شہاب فاخبرنی من سمع جابر بن عبد اللہ انہ قال کنت فیمن رجمہ فرجمناہ بالمصلی فلما اذلقتہ الحجارۃ ھرب فادرکناہ بالحرۃ فرجمناہ ؎۱

کیا ہے آپ نے اس سے اعراض کیا۔ یہاں تک کہ اس نے چار مرتبہ یہ بات دہرائی۔ جب وہ چار مرتبہ اپنے خلاف شہادت دے چکا تو آپ نے اُسے بلا کر دریافت فرمایا۔ کیا تجھے جنون ہے اس نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو شادی شدہ ہے۔ اس نے کہا ہاں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اسے لے جا کر سنگسار کر دو۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ جابر بن عبد اللہ سے کسی سننے والے نے مجھے بتایا کہ وہ کہتے تھے کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا۔ جنہوں نے اسے سنگسار کیا تھا۔ پس ہم نے عیدگاہ میں سنگسار کر دیا۔ جب اُسے پتھروں کے نوکیلے حصے لگے تو بھاگ اُٹھا۔ ہم نے اُسے سیاہ پتھروں والی جگہ پر جا لیا اور اُسے سنگسار کر دیا۔

یہ حدیث صاف دلالت کر رہی کہ آپ نے اس کے شادی شدہ ہونے کی وجہ سے سنگساری کا حکم دیا اور اُس نے اعترافِ زنا بھی کیا اور آپ کے ارشاد کے مطابق اس حکم کا نفاذ بھی ہوا۔ پس یہ آپ کے زمانہ میں اس کے ثبوت اور وقوع کی دلیل ہے۔

(۲) اُس سلسلہ میں یہ روایت بھی آپ سے بیان کی گئی ہے کہ آپ نے غامدیہ یا جہنیہ کو جو کہ شادی شدہ تھی اور زنا سے حاملہ تھی۔ اُس کے اعتراف پر سنگسار کیا تھا۔ سلیمان بن بریدہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں۔ کہ۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

؎۱ بخاری و مسلم، ابو داؤد، ترمذی۔ یہ الفاظ مسلم کی روایت کے ہیں۔ نیز دیکھیے جامع الاصول۔ جلد ۴ ص ۲۸۴۔

جاءتها امرأة من غامد وفی رواية جهينة فقالت يارسول الله طهرنی فقال لها الرسول ويحك ارجعی فاستغفری الله وتوبی اليه فقالت اراك تردنی كما ردت ماعز ابن مالك قال وما ذاك قالت إنها حبلی من الزنا قال انت قالت نعم فقال حتی تضعی ما فی بطنك قال فكفلها واحد من الانصار حتی وضعت قال اذا لانرجمها وندع ولدها صغيرا ليس له من يرضعه فقام رجل من الانصار فقال الی رضاعة يا نبی الله قال فرجمها سله	غامدیہ یا جہنیہ قبیلے کی ایک عورت آکر کہنے لگی یارسول اللہ مجھے پاک کیجئے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا تیرا بُرا ہو جا اللہ سے توبہ استغفار کر۔ کہنے لگی آپ مجھے ماعز بن مالک کی طرح واپس کردیں گے آپ نے فرمایا کیا بات ہے اس نے کہا وہ زنا سے حاملہ ہے آپ نے فرمایا تو۔ اس نے عرض کیا ہاں۔ آپ نے فرمایا وضع حمل تک ٹھہر جا، اور انصار میں سے ایک آدمی آپ نے اس کا کفیل بنا دیا۔ یہاں تک کہ اس نے بچہ جن لیا آپ نے فرمایا ہم اس کو سنگسار نہیں کریں گے۔ اور نہ اس کے بچے کو چھوٹی عمر میں چھوڑیں گے۔ کیونکہ اسے دودھ پلانے والا کوئی نہیں۔ ایک انصاری اٹھ کر کہنے لگا یا نبی اللہ میں اس کے دودھ کا ذمہ دار ہوں تو آپ نے اسے سنگسار کر دیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے سنگساری کے حکم کو نافذ کیا۔ کیونکہ اس نے شادی شدہ ہوتے ہوئے زنا کا ارتکاب کیا تھا۔ یہ شادی شدہ زانی کے سنگسار کرنے پر عقلی دلیل ہے۔